دو میثاق بجلی کا کال ۔ از خود نوٹس

میاں نواز شریف اور مرحومہ بے نظیر صاحبہ کے درمیان طے پانے والا میثاق جمہوریت آخر کار اٹھارہویں ترمیم کی شکل میں جزوِ آئین ہوگیا۔ محترمہ موصوفہ اس دارِ فانی سے رختِ سفر باندھ کر راہی ملک باقی ہوئیں۔ ان کے خاوند جناب آصف علی زرداری اس میثاق میں فریق نہ تھے مگر انہوں نے اپنی بیوی کے باندھے ہوئے میثاق سے وفا کی۔

میثاق کے حاضر فریق یعنی میاں صاحب نے بھی اس میثاق پر عمل درآمد کرانے کیلئے بڑی جدوجہد کی اور آخر کار سرخرو ہوئے۔ اٹھارہویں ترمیم کے بعد، دستور پاکستان، مشرف کی آمرانہ سترہویں ترمیم سے پاک ہو گیا۔ مگر...... اس میں چند ایسی شقیں منظور کرالی گئی ہیں کہ عنقریب ان کی تنسیخ کیلئے 19 ویں ترمیم لانا پڑے گی۔ یہ ترمیم کتنی کچھ مذموم تھی کہ اس کی تنسیخ میں ان لوگوں کا ووٹ بھی شامل ہوا جنہوں نے چند سال پہلے اپنا ووٹ اس کی تائید وتوثیق کیلئے استعمال کیا تھا۔ اگر ہمیں اپنے پیٹی بھائیوں کی جبہ ودستار کا احترام کا لحاظ نہ ہوتا تو رسوائے زمانہ سترہویں ترمیم کا تاریک پس منظر بیان کرنے کا یہ موزوں وقت تھا۔

ہم اس اچھے موقع پر میاں صاحب کو، زرداری وگیلانی صاحبان کو ایک اور میثاق بھی یاد دلانا چاہیں گے جو ہم تم، سب نے عالم ارواح میں ''الست'' کا جواب ''بلی'' سے دے کر اپنے خالق ومالک رب العالمین اور احکم الحاکمین سے باندھا تھا۔ کاش کہ یہ تینوں قابلِ احترام شخصیات یک بارگی ''بلی'' کے نقارے پر چوٹ لگائیں تو کوئی ان کی راہ نہیں روکے گا اور اسلام کا پورا ضابطۂ حیات نافذ کرکے، ہماری معاشرت سے کافرانہ ہندوانہ رسم ورواج کا شیطانی چلن مٹا کر رکھ دیں۔ لوہا گرم ہے، ضرب مومن لگادیں اور تاریخ اسلام میں امر ہوجائیں۔

بجلی کا حالیہ وجاریہ کال صدر ضیاء الحق مرحوم کے دور میں شروع ہوا تھا۔ بحران پہ بحران۔ آٹے کا بحران۔ چینی کا بحران۔ گیس کا بحران جدھر دیکھو ایک نیا طوفان چڑھا چلا آرہا ہے۔ ہماری چشمِ تصور میں آج بھی

جناب زیڈ۔ اے بھٹو کے دور میں ڈپوؤں کے سامنے کھڑے لوگوں کی لمبی قطاریں ہیں اور سارا دن دھوپ میں کھڑے رہنے کے بعد شام کو خالی ہاتھ لوٹنے والوں کے تبصرے ہمارے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ پی پی پی والے یہ ضرور سوچیں ان کا دور، دورِ قلت کیوں بن جاتا ہے۔ بجلی کہیں نہیں گئی۔ اسے بجلی چور اور واپڈا کے اہل کار اسی طرح کھا گئے جس طرح ریلوے کو بغیر ٹکٹ سفر کرنے والے اور ریلوے کے چھوٹے بڑے ملازمین کھا گئے۔ پیپکو کہتا ہے بجلی چور کی اطلاع دو، پر ہم پوچھتے ہیں لائن سپرڈینڈینٹس کے تحت بھاری عملہ، بھاری تنخواہیں کس کام کی لیتا ہے؟ وزیراعظم واپڈا کے چیف کو بلا کر پوچھیں، اس کے پاس پورے پورے اعداد وشمار موجود ہیں۔ بجلی چوروں کی فہرست میں وی۔ آئی۔ پیز کے سوا کسی کا نام نہ نکلے گا۔ کراچی میں کنڈے زیر زمین نہیں ہیں۔ یہ ٹرانسمشن لائنز پر ہیں۔ کیا واپڈا کے اہل کار اندھے ہو گئے ہیں جنہیں یہ کنڈے کنڈیاں، سیل ٹوٹے میٹر، ڈیڈ میٹر، الٹے گھمائے گئے میٹر نظر نہیں آتے جو عوام سے پوچھتے ہیں؟ بجلی کے سب سے بڑے چور واپڈا کے ملازمین ہیں۔ وہ جس گھر میں کرایہ پر رہتے ہوں اس گھر کے میٹر سو جاتے ہیں اور مالک مکان کرایہ کے بدلے مالِ مفت، دلِ بے رحم کے مطابق بجلی استعمال کرتا ہے۔ واپڈا والوں نے اپنے گھروں میں گیس کے کنکشن نہیں لئے ہیں۔ سو اس گھر کو، گھر کے چراغ نے جلا دیا۔ اس کھیتی کو، باڑ کھا گئی تو رکھوالی کون کرے۔ واپڈا کے ملازمین نے اپنے اپنے علاقوں میں تجارتی مقاصد کیلئے ٹیوب ویل لگائے ہوئے ہیں وہ پانی فروخت کرتے اور میٹر کی سوئیاں حرکت نہیں کرتیں۔ بلکہ اکثر پر تو میٹر ہی موجود نہیں ہیں۔ جو بجلی باقی بچتی ہے وہ سرکار کے ایوانوں میں ائیر کنڈیشنرز جلا دیتے ہیں۔ یوں عوام گرمی اور تاریکی میں جلتے اور بھٹکتے ہیں اور سرکار موجیں کرتی ہے۔

ہمارے نزدیک اسمبلی کا فلور مقدس ہوتا اگر اس میں جعلی ڈگری والے ممبران نہ ہوتے تاہم یہ ایوان محترم ہے۔ اس کے فلور پر اگر جھوٹ بولا جائے تو اس کا کیا وقار باقی رہ جاتا ہے۔ ہم رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث کا حوالہ دیں گے جس کے مفہوم کے مطابق اللہ جبار وقہار میدانِ حشر میں تین آدمیوں پر رحم کی نظر نہ ڈالے گا، ان میں سے ایک جھوٹا امام (حکمران) ہے۔ بجلی پانی کے وزیر راجہ پرویز اشرف نے اس محترم فلور پر 31؍دسمبر 2009ء تک لوڈشیڈنگ کے خاتمہ کے بتکرار جھوٹے بیان دئے ہیں۔ اگر حدیث کی رو سے وہ جھوٹے امام (حکمران) نہیں بنتے تو بھی جھوٹے وزیر تو ہیں۔ مگر اسمبلی کی کوئی جماعت، حکومت یا اپوزیشن ان سے اس دروغ گوئی پر جواب طلب نہیں کرتی حالانکہ ان کے سب بیانات غیر مشروط تھے۔ کیا یہ دروغ گوئی اس قابل نہیں ہے کہ عدالتِ